مولانا محمد حنیف ندوی

حدیث کے بارے میں فنِ جرح وتعدیل

امتِ مسلمہ نے حدیث کی اشاعت و فروغ کے سلسلے میں جو خدمات انجام دیں ان میں علم جرح والتعدیل کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس علم کا موضوع رواۃ ہیں۔ اس میں اس چیز پر بحث کی جاتی ہے کہ راویانِ حدیث کی امانت وثقاہت کا کیا درجہ ہے؟ یا ان میں عدالت و ضبط کا کیا عالم ہے۔ یعنی ان میں کوئی ایسا تو نہیں جو جھوٹ بولتا ہو یا غفلت ونسیان کا شکار ہو۔ یہ خالص اسلامی علم ہے۔ دوسری قوموں کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔ یہ دراصل علمائے محدثین کی اس خواہش و آرزو کا ثمرہ و نتیجہ ہے کہ وہ صحیح اور غیر صحیح احادیث میں فرق وامتیاز کے حدود کو نکھاریں اور یہ بتائیں کہ احادیث کے وسیع تر ذخیرے میں کون اس لائق ہیں کہ ان پر استدلال و استنباط کی بنیاد رکھی جائے، اور کون ایسی ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ جرح و تعدیل کے پیمانوں کو حرکت میں لانے سے قبل محدثین نے اپنے معاصرین کے احوال کا پوری طرح کھوج لگایا اور ان کے بارے میں ایک جچی تلی رائے قائم کی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے معاصر و ہم زمان نہیں تھے ان سے متعلق باوثوق ذرائع سے معلومات فراہم کیں اور اس باب میں کسی لومۃ لائم کی پروا کیے بغیر اپنے اس مشن کو جاری رکھا، اور ہر ہر دور میں ان لوگوں کی نشاندہی کی جنھوں نے احادیث کے بارے میں حزم و احتیاط سے کام نہیں لیا، یا عدالت و مروّت کے تقاضوں کا خیال نہیں رکھا۔ بعض لوگوں نے از راہِ غلط فہمی جرح و تعدیل کو غیبت کی ایک قسم قرار دیا۔ چنانچہ امام بخاری سے ایک مرتبہ کہا گیا کہ کچھ حضرات آپ سے اس بنا پر خفا ہیں کہ آپ نے متعدد رجال کی کوتاہیوں کو برملا بیان کیا ہے۔ امام بخاری کا جواب یہ تھا کہ یہ طرزِ عمل ہوائے نفس کی بنا پر اختیار نہیں کیا گیا بلکہ ہم نے جو کچھ کہا ہے نقل و روایت کے بل پر کہا ہے اور اس سے مقصود سنتِ نبوی کا دفاع اور تحفظ ہے۔

اس فن کا آغاز کب ہوا؟ سیر و رجال کی کتابوں کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ صغار صحابہ

مثلاً ابن عباس، عبادہ بن الصامت اور انس بن مالک کے دور سے رجال کی توثیق و عدم توثیق کا کام شروع ہو چکا تھا۔ صحابہ کے بعد تابعین میں سے سعید بن المسیب، شعبی اور ابن سیرین نے یہ فرض انجام دیا۔ اس کے بعد یہ رسم چل نکلی اور شعبہ اور امام مالک نے اس کام کو آگے بڑھایا۔

قرنِ ثانی میں جن لوگوں نے الجرح والتعدیل میں شہرت حاصل کی ان میں معمر (۱۵۳ھ)، ہشام الاستوائی (۱۵۴ھ)، اوزاعی (۱۵۶ھ)، ثوری (۱۶۱ھ)، حماد بن سلمہ (۱۶۷ھ)، لیث بن سعد (۱۷۵ھ) کے نام سرِ فہرست ہیں۔ ان کے بعد ابن المبارک (۱۸۱ھ)، الفزاری (۱۸۵ھ)، ابن عیینہ (۱۹۷ھ) اور وکیع بن الجراح (۱۹۷ھ) کا دور آتا ہے اور اس دور کے مشہور ترین اہلِ فن یحییٰ بن سعید القطان (۱۸۹ھ) اور عبدالرحمن بن مہدی (۱۹۸ھ) ہیں۔ ان کی رائے جمہور محدثین کے نزدیک حجت و سند کا درجہ رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے جس شخص کی توثیق کی اُسے ثقہ سمجھا گیا اور جس کی تضعیف کی اسے ضعیف قرار دیا گیا۔

اسی سے ملا ہوا طبقہ، جس میں اس فن کے بڑے بڑے ائمہ شامل ہیں، یزید بن ہارون (۲۰۶ھ) ابو داؤد الطیالسی (۲۰۴ھ)، عبدالرزاق بن ہمام (۲۱۱ھ)، ابو عاصم النبیل اور ابن مخلد (۲۱۲ھ) کا ہے

قرنِ ثالث میں اس فن سے متعلق باقاعدہ تصنیف و تالیف کے سلسلے کا آغاز ہوا۔ ان میں پہلے پہل جن لوگوں نے خامہ فرسائی کی ان میں یحییٰ بن معین (۲۳۳ھ) احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)، محمد بن ابن سعید کاتب واقدی (۲۳۰ھ) اور علی بن المدینی (۲۳۴ھ) کا نام آتا ہے۔ ان کے بعد بخاری، مسلم، ابوزرعہ، ابوحاتم اور ابو داؤد سجستانی نے اس فن کی تکمیل کی۔

نویں صدی ہجری کے بعد تک جرح و تعدیل کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

جرح و تعدیل سے متعلق جو کتابیں لکھی گئیں، ان کو تین خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) وہ جن میں صرف ثقات کا تذکرہ ہے، جیسے ابن حبان البستی کی کتاب الثقات اور ابن قطلوبغا (۸۰۹ھ) کی الثقات، خلیل بن شاہین کی کتاب الثقات۔

(۲) جن میں صرف ضعفا کا ذکر کیا گیا ہے، جیسے البخاری، النسائی، ابن حبان، الدارقطنی، عقیلی، ابن الجوزی، اور ابن عدی کی تالیفات۔

(۳) وہ تالیفات جن میں ان دونوں سے متعلق اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اس نوع کی کتابیں کثیر

تعداد میں پائی جاتی ہیں، جیسے بخاری کی تواریخ ثلاثہ، کبیر، اوسط اور صغیر۔ ابن حبان کی الجرح والتعدیل، ابن ابی حاتم الرازی کی الجرح والتعدیل، یا طبقات کبریٰ لابن سعد۔ ان سب میں بہترین اور جامع کتاب حافظ ابن کثیر کی التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفاء والمجاھیل ہے۔

جرح و تعدیل کے نقطۂ نظر سے یہ سب برابر اور یکساں نہیں ہیں، ان میں بعض متشددین، بعض متساہل اور بعض متوسط اور بین بین۔ متشددین میں ابن معین، القطان اور ابو حاتم الرازی ایسے حضرات ہیں۔ متساہلین میں الترمذی، الحاکم اور ابن مہدی کا شمار ہوتا ہے۔ اور وہ ائمہ حدیث جنھوں نے اعتدال و توسط کی راہ اختیار کی ان میں بخاری، امام احمد اور مسلم کا نام خصوصیت سے لیا جا سکتا ہے۔

جرح کے بارے میں حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ واضح اور مفصل ہونا چاہیے، اس لیے کہ اس مسئلے میں وہ کون اسباب و عوامل ہیں جو کسی راوی کی عدالت و مرتبۂ ثقاہت کو حقیقتاً متاثر کرتے ہیں، ان کے متعلق ائمۂ فن میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جرح کے مفصل ہونے کی صورت میں یہ معلوم ہو سکے گا کہ جس شخص کو موردِ تضعیف ٹھہرایا گیا ہے، وہ فی الواقع اس کا مستحق ہے یا محض نقطۂ نظر کے اختلاف کی وجہ سے اس کو جرح کا سزاوار ٹھہرایا جا رہا ہے۔

(ماخذ: السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی تالیف دکتور مصطفیٰ السباعی)

(بقیہ تاثرات) — قراردادوں کے موٹے موٹے چند عنوان یہ ہیں:

تمام اسلامی ممالک میں شریعت کا نفاذ کیا جائے، قرآن کی تعلیم لازمی قرار دی جائے، ماہرینِ تعلیم نوجوان نسل کو اسلامی اقدار سے روشناس کرائیں، دنیا بھر کے مسلمان متحد ہو کر ایک موثر قوت بن جائیں، جو مسلمان تکلیف دہ حالات سے دوچار ہیں ان کی مشکلات رفع کرنے کے لیے مشترکہ اقدامات کیے جائیں، مسجدِ اقصیٰ اور مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں اور حق و انصاف کے مسلمہ اصولوں کے مطابق حل کیا جائے۔

تقریروں اور تجویزوں کے اعتبار سے اسلامی ایشیائی کانفرنس نہایت کامیاب رہی اور اس میں پورے ایشیا کے مسلمان مندوبین نے مختلف مسائل سے متعلق کھل کر بحث کی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی مشکلات دور کرے۔ (محمد اسحاق بھٹی)